رئیس التحریر

حکومت الٰہیہ، خلافت ربانیہ اور اقامت دین کی جہدِ مبین

قلب ماحول و تغییر نظام کے لیے کوئی صالح دین شعار انقلابی عنصر قوت تدبیر و قوم سے اعلان بلند کا مظاہرہ بھی کر دیتا ہے؟ اس کا جواب کائنات عرض پر خلافت الٰہیہ کا مقدس منصب سنبھالنے والی پہلی پاکباز جماعت کے زریں دور قیادت سے ملتا ہے۔ جس نے غیر قابل احصا فیوض و برکات کے باعث اسے خیر القرون کے لقب سے نوازا گیا۔ پھر اس کا مضمحل سا عکس تابعین و تبع تابعین کرام کے ہر حوادث انقلابی جہد میں دکھائی دیتا ہے۔ ورنہ شرو و فتن کی قیامت خیزی تو ان ایام خیریت میں بھی رنگ لا چکی تھی اور بعد ازاں الی الآن تو ساری تجدید و اصلاح کی ہر مخلص شاہکار تحریکوں اور انقلاب اور جاروں اکھوں مجاہدین اقامت دین کے خون تمنائی گلگونی مستعد لیے ہوئے نو دین کا زار اتنا کوشش راہ کا مرحلے رہا ہے جس کی داستان حسرت و ملال کا ہر باب ایک طویل اور دائمی غم ہی کو متضمن ہے۔ علی الخصوص ارض پاک اسلام سے جب بھی نظریہ معاشرت و نظام حیات روشناس ہوئی اور یہاں کی فضا و مادہ میں اجزائے صالحیت تحلیل ہونے لگے اور ملک کی ایک نئی آبادی اپنے قدیم محیط و تعہد سے بہت کر صحیح و حق کی شعوری و اختیاری اطاعت کے لیے آمادہ ہوگئی۔ نتیجہ اس کو ہر دو جہت معاشرتیں سے جب ایک انقلابی عنصر نے جنم لے کر دین حق کی فطری ہمہ گیری و پذیرائی کو مرد و فعل کی دو زاویہ سے پیش کرنا چاہا یہ دام بلند صاحب حق کی موجودہ بشارت کو اپنے ہاتھوں تیر حکومت الٰہیہ ضرورت ہے یہ ظاہر ہوتا ہے تو پھر جس قسم کے شاہراہ سے لگے ہوئے اور چلنے انقلابات کی جھلکیاں ہمیں ان کو صرف شمع پتنے رہنا پڑا اس کا تصور بھی ذہن کو ہلا دیتا ہے۔ شکل یہ ہے کہ ہمیں دکھائی دیتا اور حقیقت یہ ہے کہ شعور و احساس دعوت کا جو بیشتر ہے پناہ اخلاص و ایثار کی صاحب و مقتضی رہی ہے۔ یہی جذبہ و اقتضاء اس کا قوی تر ہے۔ جو ہر موقع امتحان میں ایک شرط لازمہ کی طرح ذاتی و مطلق حق کی ساری میں حق و تقصیں رہتا ہے۔

مجدد امر ربانی نشین امیہ ثریہ حضرت

مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

اقتباس اداریہ ماہنامہ مستقبل ملتان جلد دوم ۱۹۵۹